

وہ مقصد ہم نے پا لیا۔

۲۔ شرح : زندگی بے کیف اور بے لطف ہی نہیں، طرح طرح کی تکلیفوں اور دکھوں سے بھری ہوئی تھی۔ عشق آیا اور اس نے زندگی میں خاص لذت و کیفیت پیدا کر دی جس سے تمام درد اور دکھ مٹ گئے، کیونکہ عشق ان کے لیے دوا بن گیا، لیکن خود عشق ایسا درد ہے، جس کی کوئی دوا نہیں۔

زندگی کے بے کیف اور بے مزہ ہونے کا سبب بظاہر یہ ہے کہ کسی شے سے کوئی دل بستگی نہ تھی۔ لہذا لپٹم دن گزر رہے تھے۔ عشق نے خاص دل بستگی پیدا کر کے زندگی کو پر مزہ بنا دیا۔

یہ حقیقت محتاج تشریح نہیں کہ زندگی گونا گوں آرزوؤں سے لبریز ہوتی ہے کوئی آرزو ایسی نہیں، جسے پورا کرنے کے لیے محنت و مشقت سے کام نہ لینا پڑے۔ محنت و مشقت کے بعد بھی بعض آرزوئیں پوری ہوتی ہیں، بعض نہیں ہوتیں گویا ان آرزوؤں کے باعث زندگی دکھ درد کا مرقع بن جاتی ہے۔ عشق آیا تو تمام دکھ مٹا دیئے۔ بہر حال عشق ہی زندگی میں لطف اور کیفیت پیدا کرتا ہے اور تمام دکھوں کا وہی علاج ہے لیکن خود اس کی دوا نہیں۔

بعض اصحاب نے یہ شعر ظہوری کے اس مطلع سے وابستہ کر دیا ہے :

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما

محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

یعنی محبت نے ہمارے لیے طبیب کا کام دیا۔ ہماری جان پر اس کا احسان ہے۔ ہمارا غم خوشی میں بدل گیا اور ہمارے دکھ کا علاج ہاتھ آ گیا۔ سرسری نظر سے بھی واضح ہو سکتا ہے کہ غالب اور ظہوری کے شعروں کا مفہوم ایک نہیں۔ اسلوب بیان اور معنویت کے اعتبار سے مرزا غالب کا شعر زیادہ بلند ہے۔

۳۔ شرح : جس سے ہم محبت کرتے ہیں، وہ ہماری جان کا دشمن بنا ہوا ہے